درس ۱۹

اِعراض عنِ الجہاد کی پاداش

نفاق

سورۃُ المنافقون کی روشنی میں

(۴)

اگلی دو آیات میں عبداللہ بن اُبی کا وہ قول نقل کیا گیا جس سے اس کا خبثِ باطن جھلکتا تھا۔ اس طرح گویا تصدیق ہوگئی حضرت زید بن ارقمؓ کی کہ انہوں نے عبداللہ بن اُبی پر جو الزام لگایا تھا وہ غلط نہیں تھا۔ فرمایا: ﴿ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ﴾ ''یہی وہ لوگ ہیں کہ جو کہتے ہیں مت خرچ کرو اُن پر جو اللہ کے رسول کے ساتھ ہیں' یہاں تک کہ منتشر ہو جائیں!'' —— یہ لوگ تمہارے چندوں اور تمہارے صدقات پر پل رہے ہیں۔ یہ ساری ہمہ ہمی اور ساری شوراشوری درحقیقت تمہارے اس ایثار اور انفاق کی بنیاد پر ہے۔ تم اگر ہاتھ روک لو تو یہ سب چلتے پھرتے نظر آئیں گے' یہ بھیڑ چھٹ جائے گی۔ جواباً فرمایا: ﴿ وَلِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾ ''حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین کے خزانے اللہ ہی کے ہیں''۔ یعنی یہ ان کی نری خام خیالی ہے کہ مہاجرین کو رزق وہ فراہم کرتے ہیں' لیکن ان منافقین کو کون سمجھائے ﴿ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ ﴾ یہ بات اس سے پہلے آیت ۳ کے ذیل میں بھی گزر چکی ہے کہ یہ لوگ فہم وشعور سے عاری ہو چکے ہیں۔ ﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ

لَا يَفْقَهُوْنَ ۝﴾

اگلی آیت میں بھی عبداللہ بن اُبی ہی کا ایک قول نقل ہوا ہے۔فرمایا: ﴿يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ﴾ ''انہوں نے کہا کہ اگر اس دفعہ ہم مدینہ لوٹ گئے (یعنی اگر ہم بخیر و عافیت واپس پہنچ گئے) تو یہ بات طے شدہ سمجھو کہ عزت دار لوگ (مراد ہے اہل مدینہ یعنی اوس و خزرج) ان بے وقعت لوگوں کو (یعنی مہاجرین مکّہ) کو نکال باہر کریں گے''۔ یہ روز روز کا جھگڑا اسی صورت میں ختم ہو سکتا ہے کہ مدینہ کے باعزت باشندے اپنی سرزمین سے ان لٹے پٹے مہاجرین کو بے دخل کر دیں۔اس گستاخی اور جسارت پر سرزنش کے انداز میں فرمایا: ﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝﴾ ''حالانکہ حقیقت حال یہ ہے کہ عزت تو کُل کی کل اللہ کے لئے ہے' اس کے رسول کے لئے ہے اور اہل ایمان کے لئے ہے' لیکن منافقین کو اس کا علم نہیں ہے''۔ وہ اپنی نادانی میں یہ سمجھ رہے ہیں کہ عزت دار وہ خود ہیں' جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔

یہاں اس سورۂ مبارکہ کا پہلا رکوع ختم ہوتا ہے۔اس میں گویا کہ مرضِ نفاق' اس کی علامات' اس کا نقطۂ آغاز' اس کا سبب' اس کے مختلف مراتب و مدارج' اس کی ہلاکت خیزی' یہ تمام چیزیں زیرِ بحث آ گئیں۔

دوسرے رکوع کی تین آیات میں ایک عجیب ترتیب نظر آتی ہے۔جس طرح کہ طب میں ایک مرض کے علاج کی دو شکلیں ہیں۔ایک حفاظتی (Preventive) قسم کا علاج ہے اور دوسرا معالجاتی (Curative) طرز کا۔یعنی ایک تو وہ تدابیر ہیں کہ جن سے اس مرض کی چھوت سے بچا جا سکے۔اور دوسرے یہ کہ اگر وہ مرض لاحق ہو جائے' اس کی چھوت لگ جائے تو پھر اس کا مداوا اور اس کا چھٹکارا حاصل کرنے کی تدابیر کی جاتی ہیں۔یہاں دیکھئے کہ مرضِ نفاق کے علاج کے ضمن میں یہ دونوں پہلو سامنے آ رہے ہیں۔

نفاق سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر

دوسرے رکوع کی پہلی آیت میں حفاظتی تدبیر کا بیان ہے۔فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ ''اے اہل ایمان! تمہیں غافل نہ کر دیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے''۔ نفاق سے بچنا چاہتے ہو تو اللہ کو کثرت سے یاد رکھو' اس کی یاد کو اپنے دل میں مستحضر رکھو۔ وہی ذکرِ الٰہی جس کے لئے نماز کا نظام قائم کیا گیا ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ﴾ دن رات میں پانچ مرتبہ اپنے معمولات میں سے نکل کر ایمان کو تازہ کرتے رہو۔ تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ عہد کا یہ سلسلہ برقرار رہنا چاہئے۔ نماز کی ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کی تلاوت تجدیدِ ایمان کا نہایت مؤثر ذریعہ ہے۔ غور کیجئے! ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝﴾ سے ایمان باللہ کی تجدید ہو گئی' ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝﴾ سے ایمان بالمعاد یعنی ایمان بالآخرت ازسرِ نو تازہ ہو گیا' ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝﴾ سے اس عہد کی تجدید ہو گئی جو بندے اور ربّ کے درمیان ہے۔ تو نماز درحقیقت ذکرِ الٰہی کی انتہائی مؤثر اور جامع صورت ہے۔ لیکن اصل میں مقصود یہ ہے کہ **استحضار اللّٰہ فی القلب** کی یہ کیفیت دائم ہو جائے' مستقل ہو جائے۔

صوفیاء نے اس معاملے کو خصوصی طور پر اپنا موضوع بنایا اور اسے اپنی آخری منطقی انتہا تک پہنچایا ہے۔ پاسِ انفاس کی مسلسل ریاضت اور مشق سے یہ کیفیت بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ ذکر کا معاملہ ہر سانس کے ساتھ وابستہ ہو جاتا ہے اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ کوئی سانس غفلت میں نہ نکلے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے پیارے انداز میں اس حقیقت کو بیان کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہر سانس جب انسان کے اندر جاتا ہے تو موجبِ تقویت بنتا ہے اور جب باہر نکلتا ہے تو باعث تصفیہ ہوتا ہے۔ جسم کے بہت سے خراب بخارات کو لے کر وہ باہر نکلتا ہے اور انسان کے اندرونی نظام کی صفائی کا ذریعہ بنتا ہے۔ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں: ''پس بر ہر نفس دو شکر واجب است'' کہ پس ثابت ہوا کہ ہر سانس پر دو مرتبہ اللہ کا شکر لازم ہے۔ بہرکیف ان چیزوں میں کچھ مبالغہ نظر آئے تب بھی یہ بات جان لیجئے کہ دوامِ ذکر کے لئے شعوری کوشش کرتے رہنا انسان کیلئے ضروری ہے۔ اس لئے کہ یہ نفاق سے بچنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

اس سے پہلے سورۃ الجمعہ کے درس میں اشارہ کیا جا چکا ہے کہ دوامِ ذکر کی ایک

نہایت مفید اور قابل عمل صورت یہ ہے کہ انسان ''ادعیۂ ماثورہ'' کا التزام کرے۔ یعنی نبی اکرم ﷺ کی وہ دعائیں جو آپؐ زندگی کے مختلف اعمال وافعال کرتے ہوئے مانگا کرتے تھے اور اس طرح آپؐ کی زبان پر اللہ کا ذکر دعاؤں کی صورت میں جاری رہتا تھا۔ روز و شب کے معمولات کو ادا کرتے ہوئے قدم قدم پر آنحضور ﷺ سے دعا ثابت ہے۔ آئینے میں اپنی صورت دیکھی ہے تو ساتھ ہی دعا زبان پر آجاتی ہے' جوتے پہن رہے ہیں تو دعا ہے' سواری پر داہنا پاؤں آگے بڑھا کر چڑھ رہے ہیں تو دعا ہے' اتر رہے ہیں تو دعا ہے' گھر سے نکلے ہیں تو دعا ہے۔ گویا کہ زندگی کے ہر ہر کام کو انجام دیتے ہوئے دعا کی صورت میں اللہ کا ذکر جاری رہتا ہے۔ اس سے معمولات میں قطعاً کوئی خلل واقع نہیں ہوتا' انسان اپنی زندگی کی مصروفیات میں مشغول رہتے ہوئے بھی ذہن اور قلب کا رشتہ اللہ کے ساتھ برقرار رکھ سکتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ شیطان کا معاملہ یہ ہے کہ وہ انسان کے دل پر اپنی تھوتھنی جمائے رکھتا ہے جس سے وہ وسوسہ اندازی کرتا ہے۔ جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ٥ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ٥﴾ جب تک انسان اللہ کو یاد رکھتا ہے وہ پیچھے دبکا رہتا ہے اور وسوسہ اندازی نہیں کر سکتا۔ اسی لئے اِس آخری سورۃ میں شیطان کے لئے ''خناس'' کا لفظ آیا ہے۔ ﴿مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ﴾ خنس کہتے ہیں پیچھے ہٹنے کو۔ جب انسان اللہ کو یاد کر رہا ہو' اس کا دل یادِ الٰہی سے آباد ہو تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے' لیکن منتظر رہتا ہے کہ جیسے ہی دل پر غفلت طاری ہو جائے تو وہ پھر دل پر اپنا تسلط جمائے اور اپنی تھوتھنی رکھ کر پھونکیں مارنی شروع کر دے! لہٰذا کوشش کرو کہ تمہارا کوئی وقت' کوئی لمحہ یادِ الٰہی سے اور ذکرِ الٰہی سے خالی نہ ہو۔ یہ ہے مرضِ نفاق سے بچاؤ کی تدبیر۔ یہ ہے وہ حفاظتی ٹیکہ جو نفاق کی چھوت سے انسان کو محفوظ رکھے گا۔

آیت زیر بحث کے الفاظ کو ذہن میں لائیے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ﴾ یہاں دو چیزوں کو معین کیا گیا ہے کہ جو انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کرنے کا باعث بنتی ہیں' یعنی مال اور اولاد۔ یہ وہ بات ہے جو ہم سورۃ التغابن میں

اس سے قبل پڑھ چکے ہیں۔ گو ہمارے منتخب نصاب میں سورۃ التغابن پہلے ہے اور سورۃ المنافقون کا نمبر بہت بعد میں آتا ہے تاہم مصحف میں سورۃ التغابن اس سورۃ المنافقون کے معاً بعد آتی ہے۔ اس اعتبار سے یوں کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ یہی مضمون آگے چل کر سورۃ التغابن میں نہایت واضح شکل میں بایں الفاظ آیا ہے: ﴿اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ﴾ ''جان لو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد ہی ذریعۂ آزمائش ہیں''۔ یہی تو وہ کسوٹی ہے جس پر تمہیں پرکھا جارہا ہے۔ آیا ان کی محبت اس درجے دل پر مسلط ہوگئی ہے کہ ساری بھاگ دوڑ بس انہی کے لئے ہو رہی ہے؟ یا یہ کہ اللہ کی یاد دل میں تازہ ہے' اپنی زندگی کی اصل منزل یعنی آخرت ذہن میں مستحضر ہے' اصل توجہ اپنے خالق و مالک اور آقا کی طرف ہے؟ یہی تو وہ کسوٹی ہے جس پر تم جانچے اور پرکھے جا رہے ہو۔ چنانچہ متنبہ کر دیا گیا کہ اے اہل ایمان! دیکھنا' تمہیں یہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں۔

یہ مضمون اس سے پہلے سورۂ نور میں بھی آچکا ہے۔ وہاں اللہ کے کچھ نیک بندوں کی تعریف میں مثبت انداز میں یہ بات آئی تھی: ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ﴾ وہ جواں مرد' وہ باہمت لوگ جنہیں کوئی کاروبارِ دُنیوی' کوئی تجارت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔ اور اگر کوئی شخص ان چیزوں کی محبت سے مغلوب ہو کر اللہ کی یاد سے غافل ہو گیا تو اس کے بارے میں فرمایا: ﴿اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○﴾ ''یہی ہیں جو خسارہ پانے والے ہیں''۔

نفاق کا علاج: انفاق

یہ تو ہوئی حفاظتی تدبیر جس کو ایک لفظ میں اگر بیان کریں تو وہ ہے ''دوامِ ذکرِ الٰہی''! لیکن اگر کہیں اس مرض کی چھوت لگ گئی ہو تو اس بارے میں جو تجزیہ ہم کر چکے ہیں اس کی رو سے اس کا اصل سبب ہے مال و دولت دنیا کی محبت! یہی وہ محبتیں ہیں جو انسان کو نفاق کے راستے پر ڈالتی ہیں۔ اللہ کی راہ سے انسان اگر رکتا ہے تو اصل میں انہی محبتوں کے باعث۔ لہٰذا اب اس کا علاج اسی طور پر ہو گا کہ مال کی محبت کو دل سے کھرچنے کی کوشش کی جائے۔ انسان چاہتا ہے کہ اس مال کو جو اسے بہت محبوب ہے'

روک روک کر اور سینت سینت کر رکھے۔ سورۃ المعارج میں ہم پڑھ چکے ہیں: ﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝ وَاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝﴾ کہ انسان بہت ہی تھڑ دلا پیدا کیا گیا ہے' جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو واویلا کرتا ہے اور جب خیر پہنچتا ہے' مال میسر آتا ہے تو اسے روک روک کر رکھتا ہے۔ یہ انسان کی طبیعت ہے۔ اسی سے اس کے دل کی کلی کھلتی ہے۔ لہٰذا فرمایا: ﴿وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾ ''خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کیا' اس سے پہلے پہلے کہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ پہنچے''۔ اس مال کو صرف کرو' اس کو خرچ کرو' اللہ کی راہ میں لگا دو۔ اس طرح قلب کی صفائی ہوگی' مال کی محبت کا زنگ دھلے گا' اسی سے تزکیہ ہوگا۔ سورۃ المؤمنون کی ابتدائی آیات میں بھی یہ مضمون آ چکا ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝﴾ تزکیۂ عمل' تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن کے لئے درحقیقت سب سے مؤثر تدبیر یہی ہے کہ اس مال کو اللہ کی راہ میں لگاؤ اور خرچ کرو۔ اسی کا نام ہے انفاق فی سبیل اللہ۔

یہاں ایک بات اور نوٹ کر لیجئے کہ انفاق کے بارے میں عام تصور تو یہی ہے کہ اس سے مراد ہے انفاقِ مال' اور قرآن مجید میں بھی اکثر و بیشتر مال کے صرف کرنے کے لئے ہی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ لیکن انفاق کا لفظ' جیسے کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے' عام ہے اور اس کے مفہوم میں خاصی وسعت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ نَفَقَتِ الدَّرَاهِمُ کی طرح نفق الفرس بھی مستعمل ہے۔ گویا کسی کام میں اپنی جان' اپنی صلاحیتوں اور قوتوں کو کھپانا اور اوقات کا صرف کرنا' انفاق کا لفظ ان سب کو محیط ہے۔ اس لئے کہ رزق بھی ایک نہایت وسیع اصطلاح ہے۔ انسان کو جو کچھ دیا گیا ہے وہ اس کا رزق ہے۔ اس کا نصیب' اس کی ذہانت' اس کی صلاحیتیں' یہ سب رزق میں شامل ہیں۔ کوئی بھاگ دوڑ زیادہ کر سکتا ہے' کوئی منصوبہ بندی بہتر کر سکتا ہے۔ آج کے دور میں علمِ معاشیات نے جو وسعت اختیار کی ہے' اس کے اعتبار سے اب یہ بات معروف ہے کہ یہ سب چیزیں capital یعنی سرمایہ شمار ہوتی ہیں۔ انہی صلاحیتوں سے تو سرمایہ کمایا جاتا ہے۔ یہ interconvertible ہیں۔ لہٰذا انفاقِ مال میں بذلِ نفس یعنی انفاقِ

نفس بھی شامل ہے۔ جو کچھ انسان کو دیا گیا ہے اس میں سے ایک قابل ذکر حصہ اللہ کی راہ میں لگائے اور کھپائے۔ یہ گویا کہ علاجِ بالضِّد ہے کہ جس چیز سے محبت ہے اسی کو خرچ کرو اور اللہ کے راستے میں لگادو۔

یہی بات چوتھے پارے کے آغاز میں بیان ہوئی ہے: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ کہ تم نیکی اور وفاداری کا مقام حاصل کر ہی نہیں سکتے جب تک کہ خرچ نہ کرو وہ چیز جو تمہیں محبوب ہے' جسے تم پسند کرتے ہو۔ یہی بات آیۃ البِر میں ایک مختلف اسلوب میں بیان ہوئی ہے: ﴿وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ﴾ کہ انسان مال کو خرچ کرے اس کی محبت کے علی الرغم۔

حسرت بوقتِ مرگ

یہاں سورۃ المنافقون کے آخری حصہ میں نقشہ کھینچا گیا ہے کہ ایک بڑا حسرت کا وقت آئے گا جب انسان کفِ افسوس ملے گا کہ اے کاش! میں اس مال کو اللہ کی راہ میں صدقہ کرسکتا۔ آج یہ لوگ دونوں ہاتھوں سے مال جمع کر رہے ہیں' گھروں کی آرائش و زیبائش پر بے تحاشا خرچ ہو رہا ہے' ان میں نامعلوم کہاں کہاں سے فرنیچر اور کراکری جمع کی گئی ہے' یہ سب چیزیں انسان کو بڑی محبوب ہیں ﴿وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَا﴾ (التوبہ: ۲۴) لیکن ایک وقت آئے گا جس کے بارے میں سورۃ القیامہ میں ہم پڑھ چکے ہیں ﴿وَظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ﴾ کہ وہ فراق کا وقت ہوگا۔ مال و دولت اور جائیداد سب کو چھوڑ کر جانا ہوگا' یہاں سے نکلنا ہوگا' اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے بھی تعلق منقطع ہو کر رہے گا' اہل و عیال سے بھی جدا ہونا پڑے گا' اُس وقت انسان حسرت سے کہے گا: ﴿رَبِّ لَوْ لَا اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ﴾ کہ اے ربّ! کیوں نہ تُو نے مجھے ذرا اور مہلت دے دی! تُو اگر ذرا اس وقت کو ٹال دے تو ﴿فَاَصَّدَّقَ﴾ پھر میں یہ سب کچھ تیری راہ میں دے دوں' سارا مال صدقہ کردوں ﴿وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝﴾ اور میں بالکل سچائی اور صداقت کی راہ اختیار کرلوں۔ کاش مجھے تھوڑی سی مہلت اور مل جاتی تو میں صالحین میں سے ہو جاتا!! اس وقت بس یہی ایک حسرت ہوگی' لیکن اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اللہ کی یہ سنّتِ ثابتہ ہے کہ جب کسی کا وقتِ معیّن

آ جائے تو پھر اسے مؤخر نہیں کیا جاتا۔ ﴿وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا﴾ امتحان کا وقت ختم ہو چکا' اب تو نتیجے کے نکلنے کا انتظار کرو! — اور آخری تنبیہہ کر دی گئی کہ ﴿وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ٥﴾ ''اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ تم کرتے ہو''۔ اس وقت کی یہ جزع فزع اور نالہ وشیون بھی فی الحقیقت منافقانہ ہوگی۔ اگر کہیں بالفرض کوئی مہلت مل بھی جائے تو پھر دوبارہ مال کی محبت عود کر آئے گی اور پھر تم اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے کنی کتراؤ گے۔

منافقت سے متعلق بنیادی اور تمہیدی مباحث پر گفتگو کرتے ہوئے ہم نے سورۃ التوبہ کی وہ آیت پڑھی تھی جس میں واضح نقشہ کھینچا گیا ہے کہ کچھ لوگ ہیں کہ جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ اگر ہمیں کشادگی اور غنا عطا فرمائے اور مال و دولت سے نوازے تو ہم اس کی راہ میں صدقہ وخیرات کریں گے' لیکن جب اللہ نے انہیں وہ سب کچھ دے دیا جو انہوں نے مانگا تھا تو اب وہ اس میں بخل سے کام لے رہے ہیں اور اللہ کی راہ میں صدقہ وخیرات پر آمادہ نہیں ہیں۔ فرمایا: ﴿فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ﴾ تو اس بدعہدی کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں نفاق پیدا کر دیا۔ تو اللہ ان منافقین کے ظاہر اور باطن دونوں سے واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اگر کہیں بالفرض انہیں مہلت مل جائے تو پھر بھی یہ وہی کچھ کریں گے۔ جیسے کہ سورۃ الانعام میں فرمایا: ﴿وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾ کہ اگر ان کو لوٹا دیا جائے' ایک موقع اور دے دیا جائے تب بھی یہ ان حرکتوں کا اعادہ کریں گے جن سے انہیں روکا جاتا ہے۔ یقیناً یہ اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربِّ العالمین